السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میں پیدائشی طور پر ایک ہیجڑا ہوں۔ میری شکل وصورت، چال ڈھال اور جسمانی ساخت وپرواخت انتہائی طور پر لڑکیوں سے مشابہ ہے میرا نام لڑکیوں والا اور لباس بھی لڑکیوں والا پہنتا ہوں۔ میرے سر کے بال لڑکیوں کی طرح لمبے اور خوبصورت ہیں۔ ایک آواز ہے جو لڑکیوں سے قدرے بھاری ہے۔ مجھے دیکھنے والا لڑکی ہی خیال کرتا ہے۔ میرے ساتھ یہ حادثہ ہوا کہ میرا گرو عدالتی کارروائی کے ذریعے مجھے میرے والدین سے چھین کرلے آیا تھا۔ میں بچپن سے اب تک گرو کی صحبت میں اور اسی کی زیر تربیت رہا ہوں، اس لئے ناچ گانے کا پیشہ اپنانا ایک فطرتی بات تھی، تاہم میں شروع ہی سے اس کاربد کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا، اب جبکہ میرا گرو مرچکا ہے اور میں آزاد ہوں۔ میری عمر تیس بتیس سال کے قریب ہے، لیکن میں اپنے گرو کے مکان میں دوسرے ہیجڑے ساتھیوں کے ساتھ رہتا ہوں۔ مجھے اس پیشہ سے جنون کی حد تک نفرت ہوچکی ہے، میں نے عزم کرلیا ہے کہ میں اس پیشہ اور ہیجڑوں سے کنارہ کش ہوجاؤں اور اپنی توبہ کا آغاز حج بیت اللہ کی سعادت سے کرنا چاہتا ہوں۔ میری الجھن یہ ہے کہ میں مردوں کی طرح حج کروں یا عورتوں کی طرح۔ کتاب وسنت کے مطابق میری الجھن حل کریں مجھے اس بات کا علم ہے کہ اگر میں مردوں کی طرح حج کروں تو مجھے احرام باندھنا ہوگا اور مجھے بدن کا کچھ حصہ ننگا رکھنا ہوگا، اس کے علاوہ سر کے بال بھی منڈوانا ہوں گے، لیکن سچی بات ہے کہ میرے لئے یہ امر بہت مشکل ہوگا۔ جس سے مجھے خوف آتا ہے بلکہ تصور کرکے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ جبکہ عورتوں کی طرح حج کرنے میں مجھے آسانی ہی آسانی ہے، کیونکہ میں نے اب تک عمر کا تمام حصہ عورتوں کی طرح گزارا ہے اور جنسی طور پر مردانہ خواہش کبھی بھی میرے دل میں نہیں ابھری، بعض علما سے دریافت کرنے سے الجھن کا شکار ہوچکا ہوں کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں، مجھے کسی نے کہا ہے کہ اگر تم مسئلہ کا صحیح حل چاہتے ہو تو کسی وہابی عالم کی طرف رجوع کرو، اس لئے میں نے آپ کی طرف رجوع کیا ہے۔ مجھے جلدی اس کا جواب دیا جائے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس قدر طویل سوال کے باوجود بعض امور دریافت طلب ہیں، تاہم جواب پیش خدمت ہے۔ اس سلسلہ میں چند باتیں ملاحظہ کریں:

اولاً: گرو کا والدین سے عدالتی کارروائی کے ذریعے چھین کرلے آنا انتہائی محل نظر ہے، کیونکہ ایسا کوئی قانون نہیں ہے جس کا سہارا لے کر عدالتی کارروائی کے ذریعے اس ''مخلوق'' کو اس کے والدین سے زبردستی چھینا جھپٹی کی جاسکے۔ یقیناً اس میں والدین کی مرضی شامل ہوگی، جس کے متعلق وہ جوابدہ ہوں گے۔ ایسے متعدد واقعات ہمارے مشاہدے میں ہیں کہ اس جنس کے گرو حضرات والدین سے انہیں لینے آئے، لیکن والدین نے انکار کردیا اور انہیں دینی مدرسہ میں داخل کرایا۔ دینی تعلیم کا یہ اثر ہوا کہ وہ گانے بجانے کا دھندا کرنے کے بجائے دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

ثانیاً: اس کام سے صرف نفرت ہی کافی نہیں ہوگی، بلکہ فریضہ حج کا انتظار کئے بغیر فوراً اس سے توبہ کی جائے۔ اپنے ساتھیوں سے الگ ہوجانا چاہیے، کیونکہ موت کا کوئی پتہ نہیں کب آجائے، اخروی نجات کے لئے برے کام سے صرف نفرت ہی کافی نہیں، بلکہ اسے اللہ کی بارگاہ میں ندامت کے آنسو بہاتے ہوئے چھوڑدینا ضروری ہے۔ پھر نیک اعمال نماز، روزہ وغیرہ سے اس کی تلافی کرنا بھی لازمی ہے۔ اس بنا پر سائل کو ہماری نصیحت ہے کہ وہ فوراً اس کام سے باز آجائے اور اپنے ہم پیشہ ساتھیوں سے کنارہ کش ہوکر اخروی نجات کی فکر کرے۔

ثالثاً: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں یہ جنس موجود تھی، بعض کے نام بھی ملتے ہیں کہ وہ معیت، نافع، ابو ماریہ الجنة اور مابور جیسے ناموں سے پکارے جاتے تھے۔ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرائع اسلام ادا کرتے تھے۔ نمازیں پڑھتے، جہاد میں شریک ہوتے اور دیگر امور خیر بھی بجالاتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے متعلق پہلے یہ خیال کرتے تھے کہ یہ بے ضرر مخلوق ہے۔ آدمی ہونے کے باوجود انہیں عورتوں کے معاملات میں چنداں دلچسپی نہیں ہے۔ اس لئے آپ ازواج مطہرات کے پاس آنے جانے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے تھے، لیکن جب آپ کو پتہ چلا کہ انہیں عورتوں کے معاملات میں خاصی دلچسپی ہی نہیں بلکہ یہ لوگ نسوانی معلومات بھی رکھتے ہیں، تو آپ نے انہیں ازواج مطہرات اور دیگر مسلمان خواتین کے ہاں آنے جانے سے منع فرمادیا، بلکہ انہیں مدینہ بدر کرکے روضہ خاخ، حمر آء الاسد اور نقیع کی طرف آبادی سے دور بھیج دیا، تاکہ دوسرے لوگ ان کے برے اثرات سے محفوظ رہیں۔ [صحیح بخاری، المغازی: ۴۲۳۴]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو حکم دیا کہ انہیں بے ضرر خیال کرکے اپنے پاس نہ آنے دیں، بلکہ انہیں گھروں میں داخل ہونے سے روکیں۔ [صحیح بخاری، النکاح: ۵۲۳۵]

رابعاً: واضح رہے کہ مخنّث بنیادی طور پر مرد ہوتا ہے، لیکن مردمی قوت سے محروم ہونے کی وجہ سے عورتوں جیسی چال ڈھال اور ادا وگفتار اختیار کئے ہوتا ہے۔ یہ عادات اگر پیدائشی ہیں تو انہیں چھوڑنا ہوگا، اگر پیدائشی نہیں بلکہ تکلف کے ساتھ انہیں اختیار کیا گیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اختیار پر لعنت فرمائی ہے کہ ''وہ مرد جو عورتوں جیسی چال ڈھال اور وہ عورتیں جو مردوں جیسی وضع قطع اختیار کریں اللہ کے ہاں ملعون ہیں۔'' [صحیح بخاری، اللباس: ۵۸۸۶]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ایسا مخنّث لایا گیا جس نے عورتوں کی طرح اپنے ہاتھ پاؤں مہندی سے رنگے ہوئے تھے۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ یہ از خود عورتوں جیسی چال ڈھال پسند کرتا ہے تو آپ نے اسے مدینہ بدر کرکے علاقہ نقیع میں بھیج دیا، جہاں سرکاری اونٹوں کی چراگاہ تھی۔ آپ سے کہا گیا اسے قتل کردیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ ''مجھے نمازیوں کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔'' [ابوداود، الادب: ۴۹۲۸]

البتہ خنثی اس سے مختلف ہوتا ہے، کیونکہ فقہا کے ہاں اس کی تعریف یہ ہے کہ ''جو مردانہ اور زنانہ آلات جنسی رکھتا ہو یا دونوں سے محروم ہو۔'' [المغنی لابن قدامہ، ص: ۱۰۸، ج ۹]

بلوغ سے پہلے اس کے لڑکے یا لڑکی ہونے کی پہچان اس کے پیشاب کرنے سے ہو سکتی ہے اور بلوغ کے بعد اس کی داڑھی یا چھاتی سے پہچانا جاسکتا ہے ۔ بہر صورت وہ شرعی احکام کا پابند ہے، اگر مرد ہے تو مردوں جیسے اور اگر عورت ہے تو عورتوں کے احکام پر عمل کیا جائے ۔

خامساً : صورت مسئولہ میں جس طرح تفصیل بیان کی گئی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل لڑکی ہے اور اس پر عورتوں جیسے احکام لاگو ہوں گے ، لیکن حقیقت حال وہ خود ہی بہتر جانتا ہے کہ اگر وہ مرد ہے اور عورتوں جیسی شکل وصورت اختیار کی ہے جو اس کے گروکی صحبت اور تربیت کا نتیجہ ہے تو اسے اس شکل وصورت کو یکسر ختم کرنا ہوگا، کیونکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح عورتوں کا روپ دھارنے والے پر لعنت فرمائی ہے اور اگر وہ حقیقت میں عورت ہی ہے ، نیز گروکی مجلس نے اس کی نسوانیت کو دو آتشہ کردیا ہے تب بھی اسے یہ کام ختم کرنا ہوں گے اور مسلمان عورتوں کی طرح چادر اور چار دیواری کا تحفظ کرنا ہو گا، تاہم احتیاط کا تقاضا ہے کہ حج کے لئے عورتوں جیسا احرام اختیار کرے ، یعنی عام لباس پہنے ،اپنے چہرے کو کھلا رکھے ،تاہم اگر کوئی اجنبی سامنے آجائے تو گھونگھٹ نکالے ، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان کتب حدیث میں مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حالت احرام میں ہوتیں اور قافلے ہمارے پاس سے گزرتے جب وہ ہمارے سامنے آجاتے تو ہم اپنی چادریں اپنے چہروں پر لٹکا لیتیں اور جب وہ گزر جاتے تو ہم انہیں اٹھا دیتیں ۔ [ابوداؤد، المناسک :۱۸۳۳]

اس کے علاوہ محرم کی بھی پابندی ہے کہ وہ اپنے کسی محرم کے ساتھ یہ مبارک سفر کرے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو اس کی بیوی کے ساتھ سفر حج پر روانہ کیا تھا جبکہ وہ جہاد میں اپنا نام لکھوا چکا تھا ، اس لئے سائل کو حج پر جانے کے لئے اپنے کسی محرم کا انتخاب بھی کرنا ضروری ہے، اگر اسے اپنے کسی محرم کا پتہ نہیں ہے، جیسا کہ سوال میں بیان کردہ صورت حال سے واضح ہوتا ہے تو اسے چاہیے کہ چند ایسی عورتوں کی رفاقت اختیار کرے ، جن کے محرم ان کے ساتھ ہوں ، اسے اکیلی عورتوں یا اکیلے مردوں کے ساتھ سفر کرنے کی شرعاً اجازت نہیں ہے ۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2 صفحہ:482